ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

روزنامہ

الفضل

ضمیمہ لاہور

فی پرچہ ۱

۱۴ جمادی الثانی ۱۳۶۹ھ

جلد ۳۸/۴	۳ شہادت ۱۳۲۹ھ	۳ اپریل ۱۹۵۰ء	نمبر ۷۸

ربوہ سے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی تشریف آوری

لاہور ۳ اپریل۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالے کل صبح سوا نو بجے بذریعہ کار ربوہ سے تشریف لائے۔ اور تعلیم الاسلام کالج لاہور کے جلسہ تقسیم اسناد میں شرکت فرمانے کے بعد پانچ بجے شام کے قریب کار میں ہی واپس تشریف لے گئے۔ روانہ ہونے سے قبل حضور نے رتن باغ میں نماز ظہر اور نماز عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ اور پھر نصف گھنٹے سے زائد عرصہ تک مسجد میں ہی احباب سے گفتگو فرماتے رہے

صحت کے متعلق دریافت کرنے پر حضور نے فرمایا طبیعت پہلے کی نسبت اچھی ہے۔ آہستہ آہستہ افاقہ ہو رہا ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ وعاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

تعلیم الاسلام کالج میں تقسیم اسناد و تقسیم انعامات کی انتہائی سادہ اور مؤثر تقریب

تمام کارروائی خالص اسلامی ماحول میں پایہ تکمیل کو پہونچی

(اسٹاف رپورٹر سے)

لاہور ۲ اپریل۔ آج صبح تعلیم الاسلام کالج لاہور میں تقسیم اسناد و تقسیم انعامات کی تقریب سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالے کی زیر صدارت نہایت سادہ اور مؤثر طریق پر عمل میں آئی۔ جس میں صدر انجمن احمدیہ کے ممبران پنجاب کے ماہرین تعلیم اور دیگر معززین شہر کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ اس تقریب کی سب سے نمایاں خصوصیت وہ خالص اسلامی ماحول تھا۔ (باقی دیکھیں صفحہ ۲ پر)

تم ایک نئے ملک کی نئی پود ہو تمہاری ذمہ واریاں پرانے ملکوں کی نئی نسلوں سے بہت زیادہ ہیں

اپنے نفسوں کو قربان کر کے دنیا میں پاکستان کی عزت و ساکھ قائم کرنا تمہارے ذمے ہے

تعلیم الاسلام کالج کے جلسہ تقسیم اسناد میں حضرت امام جماعت احمدیہ کا طلباء سے خطاب

(اسٹاف رپورٹر سے)

لاہور ۳ اپریل

کل صبح تعلیم الاسلام کالج لاہور کے جلسہ تقسیم اسناد میں خطبہ صدارت ارشاد فرماتے ہوئے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالے نے قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں طلباء کو ان کی اہم ذمہ واریوں کی طرف توجہ دلائی۔ اور اس ضمن میں بالخصوص ان فرائض پر روشنی ڈالی جو ایک نئی مملکت کے آزاد شہری ہونے کی حیثیت سے ان پر عائد ہوتی ہیں۔ چنانچہ حضور نے تعلیم سے فارغ ہو کر زندگی کے دوسرے مشاغل کی طرف مائل ہونے والے نوجوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ یونیورسٹی کی تعلیم مقصود نہیں ہے وہ منزل مقصود کو طے کرنے کے لئے پہلا قدم ہے۔ تم ایک نئے ملک کی نئی پود ہو۔ تمہاری ذمہ واریاں پرانے ملکوں کی نئی نسلوں سے بہت زیادہ ہیں۔ تمہیں اپنے ملک کی عزت و ساکھ دنیا میں قائم کرنی ہوگی۔ اور اپنے وطن کو دنیا سے روشناس کرانا ہوگا۔ اس میں شک نہیں کہ یہ کام مشکل ہے لیکن اگر تم اپنے نفسوں کو قربان کر کے پاکستان کی عمارت کو مضبوط بنیادوں پر قائم کر دو گے۔ تو تمہارا نام اس عزت اور محبت سے لیا جائے گا۔ جس کی مثال آئندہ آنے والی نسلوں میں نہیں پائی جائے گی۔ پس اپنی منزل پر عزم و استقلال اور علو حوصلہ سے قدم مارو۔ اور یہ سمجھ کر قدم بڑھاتے چلے جاؤ کہ عالی ہمت نوجوانوں کے نزدیک آخری منزل کوئی نہیں ہوا کرتی۔ وہ اپنے سفر کو ختم کرنا نہیں جانتے۔ وہ رخت سفر کو کندھے سے اتارنے میں ہتک محسوس کرتے ہیں۔ ان کی منزل کا پہلا دور اس وقت ختم ہوتا ہے۔ جبکہ وہ کامیاب ہو کر اپنے پیدا کرنے والے کے سامنے حاضر ہوتے ہیں۔ اپنی خدمت کی داد اس سے حاصل کرتے ہیں کیونکہ وہی ایک ہستی ہے۔ جو خدمت کی صحیح داد دے سکتی ہے۔

ابتدا میں حضور نے قرآن مجید کی بعض آیات اور احادیث کی نہایت لطیف تفسیر بیان کرنے کے بعد بتایا کہ انسانی زندگی کی سب دلچسپیاں ایک غیر متناہی تغیر سے وابستہ ہیں۔ اور اللہ تعالے نے انسان کو پیدا کرتے ہوئے غیر متناہی تغیر کے سامان بھی اس کے ساتھ ہی پیدا کر دیئے ہیں۔ لیکن جب تغیر صحیح اصول پر ہو۔ تو وہ تغیر ترقی کا موجب ہوتا ہے۔ لیکن سکون اپنی ذات میں ہمیشہ ہی تنزل کے سامان مخفی رکھتا ہے۔ جو قوم ساکن ہو جاتی ہے۔ وہ ہمیشہ نیچے ہی گرتی چلی جاتی ہے۔

قومی ترقی اور تنزل کے یہ اصول بیان فرمانے کے بعد حضور نے طلباء کو نصیحت فرمائی۔ کہ وہ تعلیم سے فارغ ہو کر جب زندگی کے دوسرے مشاغل کی طرف متوجہ ہوں تو "سکون" حاصل کرنے کی بالکل کوشش نہ کریں۔ بلکہ ایک نہ ختم ہونے والی جدوجہد کے لئے تیار رہ کر قرآنی منشاء کے مطابق اپنا قدم ہر وقت آگے بڑھانے کی کوشش کرتے رہیں اور اللہ تعالے سے دعا مانگتے رہیں۔ کہ وہ ان کو صحیح کام کرنے اور صحیح وقت پر کام کرنے اور صحیح ذرائع استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور پھر اس کام کے صحیح اور اعلےٰ سے اعلےٰ نتائج پیدا کرے۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے طلباء کو توجہ دلائی کہ ان پر صرف ان کے نفس کی ہی ذمہ واری نہیں ہے۔ بلکہ انہیں اور بہت سی ذمہ واریوں سے بھی عہدہ برآ ہونا ہے جو ان کے نفس کی ذمہ واریوں سے بدرجہا زیادہ اہم ہیں۔ ان پر اس ادارے کی بھی ذمہ داری ہے جس نے انہیں تعلیم دی ہے۔ اس خاندان کی بھی ذمہ واری ہے جس نے ان کی تعلیم پر خرچ کیا ہے۔ اس ملک کی بھی ذمہ واری ہے۔ جس نے ان کے لئے تعلیم کا انتظام کیا ہے۔ اور پھر ان کے مذہب کی بھی ان پر ایک ذمہ واری ہے۔ اس کے بعد حضور نے ان ذمہ واریوں کی تفصیل میں جاتے ہوئے یہ بتایا کہ مذکورہ بالا قرآنی اصل کی روشنی میں ان فرائض اور ان ذمہ داریوں سے حقیقی رنگ میں عہدہ برآ

پاکستان کے نوجوانوں کے لئے سب سے بڑی چیز دعا ہی ہے

لاہور ۲ اپریل۔ جلسہ تقسیم انعامات کے ختم ہونے سے قبل سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالے نے صدارتی ارشادات کے طور پر ایک مختصر سی تقریر کرتے ہوئے فرمایا پاکستان کے نوجوانوں کے لئے سب سے بڑی چیز دعا ہی ہے۔ ہمیں اللہ تعالے سے دعا کرنی چاہیئے کہ وہ ہماری راہنمائی فرمائے اور ہمیں ہر ابتلاء سے محفوظ رکھے۔ کیونکہ خدا جس کی حفاظت کا وعدہ کر لے۔ پھر دنیا کی کوئی طاقت اسے نقصان نہیں پہونچا سکتی۔ اور جس کی راہنمائی خود خدا کر رہا ہو۔ اس کے منزل مقصود تک نہ پہونچنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا پس میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالے نوجوانوں کو توفیق عطا فرمائے۔ کہ وہ اپنی زندگیوں کو خدا کے منشاء کے مطابق بنائیں۔ اور اپنے مذہب اور اپنے ملک کے لئے ایسا کارآمد وجود ثابت ہوں کہ آئندہ نسلیں ان پر صحیح معنوں پر فخر کر سکیں۔ اس کے بعد حضور نے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی۔ جس میں تمام حاضرین بھی شریک ہوئے۔ (اسٹاف رپورٹر)

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے کوآپریٹو کیپیٹل پرنٹنگ پریس وطن بلڈنگ میں طبع کرا کر ۳۰ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

عالی ہمت نوجوانوں کی ابتدائی منزلیں تو ہوتی ہیں لیکن آخری منزل کوئی نہیں ہوا کرتی

ایک نہ ختم ہونے والی جدوجہد کے لئے تیار ہو جاؤ اور ہر وقت آگے قدم بڑھانے کی کوشش کرتے رہو

جلسہ تقسیم اسناد میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ صدارت

ذیل میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا وہ خطبہ صدارت من وعن درج کیا جاتا ہے جو حضور نے ۱۳ اپریل ۱۹۵۰ء کو تعلیم الاسلام کالج لاہور کے جلسہ تقسیم اسناد میں ارشاد فرمایا۔

انسانی زندگی میں مختلف تغیرات آتے ہی رہتے ہیں۔ اور یہی تغیرات انسانی زندگی کی دلچسپی کا موجب ہوتے ہیں۔ انسان کی زندگی سے ان تغیرات کو خارج کر دو تو اس کی ساری دلچسپی ختم ہو جاتی ہے۔ ایک لمبے عرصہ کی ہم آہنگی بھی بعض دفعہ انسانی فطرت کا جزو بن جاتی ہے۔ لیکن فطرت کا جزو بننے اور دلچسپی کا موجب ہونے میں بہت بڑا فرق ہے۔ فطرت کا جزو بننے کے صرف یہ معنے ہیں کہ اس شخص کو "ہم آہنگی" کوئی غیر چیز نہیں معلوم ہوتی۔ وہ اسے ناپسند نہیں کرتا وہ اس کا عادی ہو گیا ہے۔ بعض دفعہ اس "ہم آہنگی" کو توڑنے سے وہ صدمہ بھی محسوس کرتا ہے۔ مگر اسی طرح جس طرح بازو کا جوڑ الگ ہو جائے تو انسان تکلیف محسوس کرتا ہے لیکن جب جوڑ اپنے مقام میں صحیح طور پر جڑا ہوا ہوتا ہے۔ تو کوئی خاص کیفیت محسوس نہیں کرتا۔ ایک انسان کی ساری عمر اگر اس طرح گذر جائے کہ اس کے بازو کا جوڑ صحیح طور پر اپنے مقام پر جڑا رہے۔ اور کبھی اس میں کوئی تکلیف نہ ہو تو شاید ایک دفعہ بھی اسے خیال نہ گذرے گا۔ کہ اس کے بازو کا کوئی جوڑ بھی ہے اور وہ اپنی جگہ پر صحیح طور پر جڑا ہوا ہے۔ اور اپنے مقررہ کام کو اچھی طرح ادا کر رہا ہے۔ کیونکہ ہم آہنگی سکون کو پیدا کرتی ہے۔ لیکن فکر میں ہیجان پیدا نہیں کرتی۔ پس زندگی درحقیقت تغیرات کا نام ہے۔ کوئی ترقی بغیر تغیر کے نہیں۔ منزل بہ منزل آگے کو بڑھنا یعنی مختلف نیک تغیرات کے سلسلہ میں سے گذرنا ہی ترقی کی تعریف ہے۔

خدا تعالیٰ ازلی ابدی صداقت ہے۔ ذات کے لحاظ سے وہ غیر متبدل بھی کہلاتا ہے۔ لیکن صفات کے لحاظ سے وہ بھی غیر متناہی تغیرات اور تبدیلیوں کا حامل ہے۔ اگر اس کی صفات کے ظہور میں تغیر اور تنوع نہ ہوتا تو وہ ایک منفی خدا ہوتا۔ جیسا کہ ہندوؤں اور بدھوں کا تصور ہے وہ ایک مثبت خدا نہ ہوتا جیسا کہ قرآن کریم کا نظریہ ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

کل یوم ھو فی شان فبای آلاء ربکما تکذبان

خدا تعالیٰ ہر زمانہ میں ایک نئی اور اہم حالت میں ہوتا ہے۔ پس بتاؤ تو سہی کہ تم خدا تعالیٰ کی کس نعمت کا انکار کرو گے۔ ان آیات میں نہایت وضاحت سے صفات الٰہیہ کے مثبت پہلو کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اور انسانی ترقی کی ایک جامع مانع تعریف کر دی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ کی صفات کے ظہور کا زاویہ انسانوں کی طرف ہر وقت تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ظہور صفات سے ہم آہنگی قائم رکھنے کے لئے انسان کو زاویہ بدلنا پڑے گا۔ گھوڑے کو سدھانے والا ایک چکر میں کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور گھوڑے کی رسی پکڑ کر خود چاروں طرف گھومتا ہے۔ گھوڑے کو بھی اس کے ساتھ گھومنا پڑتا ہے۔ مرکزی شئے کے گھومنے کا دائرہ بہت چھوٹا بلکہ عین مرکز میں صفر کے برابر ہوتا ہے۔ مگر پہلوؤں پر کھڑے ہوئے گھوڑے کو رسی کے برابر لمبا فاصلہ طے کر کے چاروں طرف دوڑنا پڑتا ہے۔ اور اس میں اس کے فن میں کمال پیدا کرنے کا راز مخفی ہے۔ خدا تعالیٰ اپنا پہلو ہر وقت بدلتا ہے۔ انسان کو اس کے پہلو بدلنے کے ساتھ اپنا قدم بڑھانا پڑتا ہے۔ تا خدا تعالیٰ سے ہم آہنگی قائم رہے یہ تغیر خدا تعالیٰ کے ساتھ انسانی تعلق میں تغیر پیدا نہ ہونے دینے کیلئے ضروری ہے۔ اور اس تغیر سے انسان انسانیت کے فن میں کمال پیدا کرتا ہے۔ جس طرح سدھانے والے کے گرد چکر میں دوڑ کر گھوڑا گھوڑے کی قابلیتوں میں کمال حاصل کرتا ہے۔ اور اسی کمال کے مختلف ٹکڑے ترقی کے نام سے موسوم ہوتے ہیں غرض آیت مذکورہ بالا میں یہ امر واضح کیا گیا ہے۔ کہ صفات باری تعالیٰ میں ہر وقت ایک نئی تبدیلی پیدا ہوتی رہتی ہے اور اس تبدیلی کے ساتھ انسان کو بھی اپنے اندر صفات باری کے موجودہ دور کے مطابق تبدیلی کرنی پڑتی ہے۔ اور اس سے ہی تو انسان کا قدم ترقی کی طرف اٹھتا ہے۔

دنیا کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف ادوار میں بنی نوع انسان کا قدم ترقی کی ایک خاص جہت کی طرف اٹھا ہے۔ کسی وقت فلسفہ کا دور آیا ہے۔ تو کسی وقت ادب کا۔ کسی وقت اخلاق کا دور آیا ہے تو کسی وقت فنون لطیفہ کا۔ کسی وقت قانون سازی کا دور آیا ہے تو کسی وقت تہور و شجاعت کا۔ غرض اچھے انسانی دماغوں میں ہر زمانہ میں ایک ہم آہنگی معلوم ہوتی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ عالم بالا کی کشش ہر زمانہ کے اعلیٰ دماغوں کو اس زمانہ کے صفاتی دور کی طرف کھینچنے میں لگی رہتی ہے۔ اور اس فن میں انسانی دماغ زیادہ ترقی کر جاتا ہے۔ جس طرح کہ صفات باری اس وقت اشارہ کر رہی ہوتی ہیں۔ قرآن کریم نے اسے "ملاء اعلیٰ" کی مشاورت کا نام دیا ہے۔ یہ آسمانی فیصلے جس طرح روحانی امور کے متعلق ہوتے ہیں۔ اسی طرح دنیوی علوم کے متعلق بھی ہوتے ہیں۔ اور وہ دماغ جو اپنا زاویہ صفات باری کے موجودہ زاویہ کے عین مطابق کر دیتے ہیں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اپنے زمانے کے اور اپنے فن کے امام بننے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اور تاریخ میں ایک نام پیدا کر لیتے ہیں۔

اسی کی طرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائے استخارہ سے اشارہ کیا ہے۔ انسان بیشک اپنی محنت کا پھل کھاتا ہے۔ لیکن بے موسم محنت بھی تو رائیگاں جاتی ہے۔ شاید ہر غلہ سال کے ہر حصہ میں بویا جا سکتا ہے۔ اور کچھ نہ کچھ پیداوار بھی اس سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ لیکن وہ غلہ جو اپنے موسم میں بویا جاتا ہے۔ اس کی کیفیت ہی اور ہوتی ہے۔ اسی طرح شاید ہر غلہ ہر ملک میں بویا جا سکتا ہے لیکن وہ غلہ جو اس ملک میں بویا جاتا ہے جس کی زمین کو اس غلہ سے مناسبت ہے۔ اس کی کیفیت ہی اور ہوتی ہے۔ ہر انسان کے لئے ہر علم کا حاصل ہونا اور ہر قسم کا کام کرنا ناممکن ہے۔ لیکن ہر فن میں اس کا صاحب کمال ہونا ضروری نہیں۔ اس کے دماغ کی مخفی قابلیتوں کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ وہی جانتا ہے کہ مختلف مفید علوم میں سے کونسا علم اور مختلف مفید کاموں میں سے کونسا کام اس کی طاقتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اور اس کے زمانہ اور اس کے ملک اور اس کی قوم کی ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے لئے مناسب ہے۔ پس فرمایا۔ کہ خواہ اچھے سے اچھا کام ہو۔ اس کے شروع کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے دعا کر لیا کرو۔ جس کے الفاظ آپ نے یہ تجویز فرمائے ہیں۔

اللھم انی استخیرک بعلمک واستقدرک بقدرتک واسئلک من فضلک العظیم فانک تقدر ولا اقدر و تعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب۔ اللھم ان کنت تعلم ان ھذا الامر خیر لی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری فاقدرہ لی ویسرہ لی ثم بارک لی فیہ۔

اللھم ان کنت تعلم ان ھذا الامر شر لی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری فاصرفہ عنی واصرفنی عنہ واقدر لی الخیر حیث کان ثم ارضنی بہ

یعنی اے میرے رب جو کام میں کرنے لگا ہوں۔ یا جو علم میں حاصل کرنے لگا ہوں یا جو ذمہ واری میں اٹھانے لگا ہوں اس کے بارہ میں تجھ سے جو میری مخفی طاقتوں سے بھی واقف ہے اپنے زمانہ حال کے متعلق ارادوں سے بھی واقف ہے۔ اور میری ذاتی خاندانی قومی ملکی اور عالمگیری ضرورتوں اور ذمہ واریوں سے بھی واقف ہے سب سے بہتر فیصلہ طلب کرتا ہوں اور پھر تجھ سے یہ بھی درخواست کرتا ہوں کہ اس فیصلہ کے مطابق مجھے کام کرنے کی تجھ سے توفیق اور امداد حاصل ہو اور تیسری بات تجھ سے یہ طلب کرتا ہوں کہ جو بات میرے لئے مناسب ہو اور جس کی طرف تو میری راہنمائی کرے اور جس کے حاصل کرنے کے لئے تو میری مدد کرے اس کام یا اس ذمہ واری کے ادا کرنے میں تیرا انتہائی فضل مجھ پر نازل ہو اور میں اس کام میں ادنیٰ مقام حاصل نہ کروں بلکہ مجھے اس میں اعلیٰ مقام حاصل ہو۔ میں تجھ سے یونہی اور بلا وجہ یہ درخواست نہیں کرتا بلکہ اس وجہ سے درخواست کرتا ہوں کہ مجھے یقین ہے کہ جن امور کے پورا کرنے کی مجھے طاقت حاصل نہیں تجھے ہے اور جن مخفی باتوں کا مجھے علم نہیں تجھے ہے پس اے خدا اگر تیرے علم میں وہ کام جو میں کرنا چاہتا ہوں میرے لئے اچھا ہے میری دینی ضرورتوں کے لحاظ سے اور میری دنیوی ضرورتوں کے لحاظ سے بھی اور اس لحاظ سے بھی کہ جو طاقت اور محنت میں اس کام میں خرچ کروں گا۔ اس کا نتیجہ مجھے زیادہ سے زیادہ اچھا حاصل ہو سکے گا۔ تو پھر تو مجھے تو اس کام کے کرنے کی مجھے توفیق عطا فرما۔ اور اس کام کو اعلیٰ درجہ کی تکمیل تک پہنچانے کے لئے مجھے سہولت بخش اور اس کے نتائج کو میرے لئے وسیع سے وسیع تر بنا۔ اور اگر اس کے برخلاف تیرے علم میں یہ ہو کہ کام میرے لئے مناسب نہیں دین کے لحاظ سے یا دنیا کے لحاظ سے یا اس لحاظ سے کہ میری محنت کے مطابق اس سے نتیجہ پیدا نہ ہو گا تو تو اس کام کے راستہ میں روکیں ڈال دے اور میرے دل میں بھی اس سے بے رغبتی پیدا کر دے اور اس کے سوا جس امر میں میرے لئے بہتری ہے اس کے سامان میرے لئے پیدا کر دے اور اس کی طرف میری توجہ پھیر دے اور اس کی خواہش میرے دل میں پیدا کر دے

یہ دعا کتنی کامل ہے۔ اور اس میں کس لطیف پیرایہ سے اس امر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ ہر اچھا کام ہر زمانہ اور ہر انسان کے لئے مفید نہیں ہوتا بلکہ اچھے سے اچھا کام بھی بعض زمانوں میں اچھا نہیں رہتا اور اچھے سے اچھا کام بھی بعض قوموں اور بعض افراد کے لئے اچھا نہیں ہوتا۔ پس اپنی محنت کے اعلیٰ سے اعلیٰ پھل حاصل کرنے کے لئے انسان کو وہ کام اختیار کرنا چاہیئے جو اس کے لئے اور اس کی قوم کے لئے اور بنی نوع انسان کے لئے اس زمانہ میں مفید ہو اور جسے اعلیٰ طور پر بجا لانے کی اس میں ذاتی قابلیت موجود ہو۔ اگر یہ نہ ہو تو اسے وہ کام یا علم کسی دوسرے بھائی کے لئے چھوڑ دینا چاہیئے۔ اور خود اپنے لئے اپنے مناسب حال کام یا علم تلاش کرنا چاہیئے۔ لیکن چونکہ بنی نوع انسان کی ترقی کا معاملہ انسانی جدوجہد اور اس کی دماغی قابلیتوں کے علاوہ خدا تعالیٰ کی صفات کے ظہور کے موجود الوقت مرکز کے ساتھ بھی وابستہ ہے۔ اس لئے کسی کام کو شروع کرنے یا کسی علم کی تحصیل کی طرف متوجہ ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے بھی یہ دعا کر لینی چاہیئے کہ اس زمانہ کے متعلق جو اس کی تجویز اور اس کا فیصلہ ہے وہ اسے اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق بخشے تاکہ اچھا بیج اچھی زمین میں مناسب موسم میں پڑے تا اعلیٰ سے اعلیٰ کھیتی پیدا ہو۔ اور زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل ہو۔

جیسا کہ میں شروع میں بتا چکا ہوں، انسانی زندگی کی سب دلچسپیاں ایک غیر متناہی تغیر سے وابستہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کرتے ہوئے غیر متناہی تغیر کے سامان بھی اس کے ساتھ ہی پیدا کرتے ہوئے غیر متناہی تغیر کے سامان بھی اس کے ساتھ ہی پیدا کر دیئے ہیں۔ لیکن جب تغیر صحیح اصول پر ہو تو وہ تغیر ترقی کا موجب ہوتا ہے اور جب غلط اصول پر ہو تو تنزل کا موجب ہوتا ہے۔ لیکن سکون اپنی ذات میں ہمیشہ ہی تنزل کے سامان مخفی رکھتا ہے۔ جو قوم ساکن ہو جاتی ہے وہ ہمیشہ نیچے ہی گرتی چلی جاتی ہے۔ پس ہمارے نوجوانوں کو چاہیئے کہ وہ یہ امر ہمیشہ اپنے مدنظر رکھیں کہ اس دنیا میں سکون موت کا نام ہے۔ جو کھڑا ہوگا وہ مر جائے گا یا پیچھے کی طرف دھکیلا جائے گا۔ جو دوسرا نام موت کا ہی ہے۔ پس انہیں چاہیئے کہ اپنی تعلیم کے ختم کرنے پر وہ ایک منٹ بھی یہ خیال نہ کریں کہ اب شاید ان کے لئے آرام کا وقت آگیا ہے۔ انہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ آرام کا نہیں بلکہ کام کا وقت آگیا ہے۔

جیسا کہ میں اوپر کہہ آیا ہوں اسلامی اصول کے لحاظ سے ہر وقت انسان کے لئے آگے قدم بڑھانا ضروری ہے اور اس کی ترقی اس بات کے ساتھ وابستہ ہے کہ وہ صرف قدم ہی آگے نہ بڑھائے بلکہ اس جہت میں بڑھائے جس جہت کی طرف خدا تعالیٰ کی صفات اشارہ کر رہی ہوں اور اس کا طریق یہ ہے کہ وہ جو کام کریں دعا کر کے اور خدا تعالیٰ سے مدد مانگ کر کریں۔ میں خصوصاً ان طلباء کو جنہوں نے کہ یونیورسٹی کی تعلیم ختم کی ہے اور ڈگریاں حاصل کی ہیں ان کے فرض کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ جب انہوں نے تعلیم شروع کی تھی تو شاید انہیں یہ بات معلوم نہ تھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر بڑے کام کے لئے استخارہ مقرر فرمایا ہے اور شاید اپنے لئے مضامین کا انتخاب کرتے وقت انہوں نے دعاؤں میں کوتاہی کی ہو لیکن اب جبکہ ان کی پہلی منزل ختم ہو گئی ہے اور دوسری منزل شروع ہونے والی ہے جو شاید اور بہت سی منزلوں کا پیش خیمہ ہوگی تو انہیں چاہیئے کہ وہ اسلام کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق خدا تعالیٰ سے دعا کر کے اپنے لئے راہ عمل تجویز کریں۔

شاید بعض لوگوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ یونیورسٹی کی ڈگری لینے والوں اور کالج کے طلباء کو مخاطب کرتے وقت یہ کیا راگ چھیڑ دیا گیا ہے تو میں ایسے لوگوں سے کہتا ہوں کہ پاکستان کا مطالبہ ہی اس دعویٰ پر مبنی تھا کہ اسلام ایک حقیقت ہے اور اس حقیقت کو ہم سیاسی وجوہ کی بنا پر ترک کرنے کے لئے تیار نہیں اور اسلام نام ہے خدا تعالیٰ۔ اس کی قدرتوں اور اس کے نبیوں پر ایمان لانے کا۔ اگر ہم اپنے دعووں کی بنیاد اسلام پر رکھتے ہیں تو ہم کو یہ بھی تسلیم کرنا ہوگا کہ ہم خدا پر یقین رکھتے ہیں اور اس کی زندہ قدرتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ ورنہ ہمیں نہ کسی الگ جتھہ کے بنانے کی ضرورت تھی اور نہ یہ مناسب تھا۔ دوسرے مذاہب بطور جبہ کے پہنے جا سکتے ہیں مگر اسلام نہیں۔ اسلام ایک زندہ مذہب ہے جو زندگی کے ہر شعبہ میں دخل انداز ہوتا ہے اور ہمارے ہر فعل پر حکومت کرنا چاہتا ہے۔ اگر ہم اسلام کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں تو ہمیں یہ بھی تسلیم کرنا ہوگا کہ ہماری زندگی کے ہر شعبہ پر خدا اور اس کے رسول کو تصرف حاصل ہوگا اور یہ بھی ماننا پڑے گا کہ دنیا کی ترقی اور تنزل میں اللہ تعالیٰ کے ارادہ کو بہت بڑا دخل حاصل ہے۔

اگر ہم ان باتوں پر یقین نہیں رکھتے تو ہم درحقیقت ایک مردہ خدا کا مجسمہ پوجتے ہیں اور بت پرستوں سے زیادہ ہماری حیثیت نہیں اور ظاہر ہے کہ مردہ خدا ایک مردہ گھوڑے کے برابر بھی قیمت نہیں رکھتا۔ کیونکہ مردہ گھوڑے کا چمڑا اور اس کی ہڈیاں تو کام آسکتی ہیں۔ لیکن مردہ خدا کی کوئی چیز بھی کسی کام میں نہیں آسکتی۔ اگر ہم خدا تعالیٰ پر یقین رکھتے ہیں تو ہمیں ایک زندہ خدا پر یقین رکھنا ہوگا اور اگر ہم ایک زندہ خدا پر یقین رکھتے ہیں تو پھر یہ بھی تسلیم کرنا ہوگا کہ وہ اس دنیا کے روزمرہ کے کاموں میں دخل رکھتا ہے اور ہماری ترقی یا تنزل کے ساتھ اس کی قدرتوں اور اس کے فضلوں کا بھی تعلق ہے اور ظاہر ہے کہ اگر ہم یہ یقین رکھیں گے تو پھر ہمیں اپنی کوششوں کے ساتھ اس سے استمداد کرنے کی بھی ضرورت ہوگی اور یہی چیز ہے جس کو کہ اسلام پیش کرتا ہے۔

پس میں اُن نوجوانوں کو جو تعلیم سے فارغ ہو کر اپنی زندگی کے دوسرے مشاغل کی طرف مائل ہونے والے ہیں کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے قانون کے مطابق سکون کے حاصل کرنے کی بالکل کوشش نہ کرو۔ بلکہ ایک نہ ختم ہونے والی جدوجہد کے لئے تیار ہو جاؤ اور قرآنی منشاء کے مطابق اپنا قدم ہر وقت آگے بڑھانے کی کوشش کرتے رہو اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہو کہ وہ آپ کو صحیح کام کرنے اور صحیح وقت پر کام کرنے اور صحیح ذرائع کو استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور پھر اس کام کے صحیح اور اعلیٰ سے اعلیٰ نتائج پیدا کرے۔

یاد رکھو کہ تم پر صرف تمہارے نفس کی ہی ذمہ داری نہیں۔ تم پر تمہارے اس ادارے کی بھی ذمہ داری ہے۔ جس نے تمہیں تعلیم دی ہے اور اس خاندان کی بھی ذمہ داری ہے۔ جس نے تمہاری تعلیم پر خرچ کیا ہے۔ خواہ بالواسطہ خواہ بلاواسطہ۔ اور اس ملک کی بھی ذمہ داری ہے۔ جس نے تمہارے لئے تعلیم کا انتظام کیا ہے۔ اور پھر تمہارے مذہب کی بھی تم پر ایک ذمہ داری ہے۔ تمہارے تعلیمی ادارے کی جو تم پر ذمہ داری ہے وہ چاہتی ہے کہ تم اپنے علم کو زیادہ سے زیادہ اور اچھے سے اچھے طور پر استعمال کرو۔ یونیورسٹی کی تعلیم مقصود نہیں ہے۔ وہ منزل مقصود کو طے کرنے کے لئے پہلا قدم ہے۔ یونیورسٹی تم کو جو ڈگریاں دیتی ہے۔ وہ اپنی ذات میں کوئی قیمت نہیں رکھتیں۔ بلکہ ان ڈگریوں کو تم اپنے آئندہ عمل سے قیمت بخشتے ہو۔ ڈگری صرف تعلیم کا ایک تخمینی وزن ہے۔ اور ایک تخمینی وزن ٹھیک بھی ہو سکتا ہے۔ اور غلط بھی ہو سکتا ہے۔ محض کسی یونیورسٹی کے فرض کر لینے سے کہ تم کو علم کا ایک تخمینی وزن حاصل ہو گیا ہے۔ تم کو علم کا وہ فرضی درجہ نصیب نہیں ہو جاتا۔ جس کے اظہار کی یونیورسٹی ڈگری کے ساتھ کوشش کرتی ہے اگر ایک یونیورسٹی سے نکلنے والے طالب علم اپنی آئندہ زندگی میں یہ ثابت کریں کہ جو تخمینی وزن ان کی تعلیم کا یونیورسٹی نے لگایا تھا ان کے پاس اس سے بھی زیادہ وزن کا علم موجود ہے۔ تو دنیا میں اس یونیورسٹی کی عزت اور قدر قائم ہو جائے گی لیکن اگر ڈگریاں حاصل کرنے والے طالب علم اپنی بعد کی زندگی میں یہ ثابت کر دیں کہ تعلیم کا جو تخمینی وزن ان کے دماغوں میں فرض کیا گیا تھا۔ ان میں اس سے بہت کم درجہ کی تعلیم پائی جاتی ہے تو یقیناً لوگ یہ نتیجہ نکالیں گے۔ کہ یونیورسٹی نے علم کی پیمائش کرنے سے غلطی سے کام لیا ہے پس تمہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ یونیورسٹیاں اتنا طالب علم کو نہیں بناتیں جتنا کہ طالب علم یونیورسٹیوں کو بناتے ہیں۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ ڈگری سے طالب علم کی عزت نہیں ہوتی بلکہ طالب علم کے ذریعہ ڈگری کی عزت ہوتی ہے۔ پس تمہیں اپنے پیمانہ علم کو درست رکھنے بلکہ اس کو بڑھانے کی کوشش کرتے رہنا چاہیئے اور اپنے کالج کے زمانہ کی تعلیم کو اپنی عمر کا پھل نہیں سمجھنا چاہیئے۔ بلکہ اپنے علم کی کھیتی کا بیج تصور کرنا چاہیئے اور تمام ذرائع سے کام لے کر اس بیج کو زیادہ سے زیادہ بار آور کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیئے تاکہ اس کوشش کے نتیجہ میں ان ڈگریوں کی عزت بڑھے جو آج تم حاصل کر رہے ہو۔

اور اس یونیورسٹی کی عزت بڑھے۔ جو تمہیں یہ ڈگریاں دے رہی ہے۔ اور تمہاری قوم تم پر فخر کرنے کے قابل ہو۔ اور تمہارا ملک تم پر اعلیٰ سے اعلیٰ امیدیں رکھنے کے قابل ہو۔ اور ان امیدوں کو پورا ہوتے ہوئے دیکھے۔

تم ایک نئے ملک کے شہری ہو۔ دنیا کی بڑی مملکتوں میں سے بظاہر ایک چھوٹی سی مملکت کے شہری ہو۔ تمہارا ملک مالدار ملک نہیں ہے۔ ایک غریب ملک ہے۔ دیر تک ایک غیر حکومت کی حفاظت میں امن اور سکون سے رہنے کے عادی ہو چکے ہو۔ سو تمہیں اپنے اخلاق اور اپنے کردار بدلنے ہوں گے۔ **تمہیں اپنے ملک کی عزت اور ساکھ دنیا میں قائم کرنی ہو گی۔ تمہیں اپنے وطن کو دنیا سے روشناس کرانا ہوگا۔ ملکوں کی عزت کو قائم رکھنا بھی ایک بڑا دشوار کام ہے۔ لیکن ان کی عزت کو بنانا اس سے بھی زیادہ دشوار کام ہے۔ اور یہی دشوار کام تمہارے ذمہ ڈالا گیا ہے۔ تم ایک نئے ملک کی نئی پود ہو۔ تمہاری ذمہ داریاں پرانے ملکوں کی نئی نسلوں سے بہت زیادہ ہیں۔** انہیں ایک بنی بنائی چیز ملتی ہے۔ انہیں آباؤ اجداد کی سنتیں یا روایتیں وراثت میں ملتی ہیں۔ مگر تمہارا یہ حال نہیں ہے۔ تم نے ملک بھی بنانا ہے۔ اور تم نے نئی روایتیں بھی قائم کرنی ہیں۔ ایسی روایتیں جن پر عزت اور کامیابی کے ساتھ آنے والی بہت سی نسلیں کام کرتی چلی جائیں۔ اور ان روایتوں کی راہنمائی میں اپنے مستقبل کو شاندار بناتی چلی جائیں۔ پس دوسرے قدیمی ملکوں کے لوگ ایک اولاد ہیں۔ مگر تم ان کے مقابلہ پر ایک باپ کی حیثیت رکھتے ہو۔ وہ اپنے کاموں میں اپنے باپ دادوں کو دیکھتے ہیں۔ تم نے اپنے کاموں میں آئندہ نسلوں کو مدنظر رکھنا ہوگا۔ جو بنیاد تم قائم کروگے۔ آئندہ آنے والی نسلیں ایک حد تک اس بنیاد پر عمارت قائم کرنے پر مجبور ہوں گی اگر تمہاری بنیاد ٹیڑھی ہوگی۔ تو اس پر قائم کی گئی عمارت بھی ٹیڑھی ہوگی۔ اسلام کا مشہور فلسفی شاعر کہتا ہے کہ

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

یعنی اگر معمار پہلی اینٹ ٹیڑھی رکھتا ہے۔ تو اس پر کھڑی کی جانے والی عمارت اگر ثریا تک بھی جاتی ہے۔ تو ٹیڑھی ہی جائے گی۔ پس بوجہ اس کے کہ تم پاکستان کی خشت اول ہو۔ تمہیں اس بات کا بڑی احتیاط سے خیال رکھنا چاہیئے کہ تمہارے طریق اور عمل میں کوئی کجی نہ ہو۔ کیونکہ اگر تمہارے طریق اور عمل میں کوئی کجی ہوگی۔ تو پاکستان کی عمارت ثریا تک ٹیڑھی چلتی چلی جائے گی۔

بے شک یہ کام مشکل ہے۔ لیکن اتنا ہی شاندار بھی ہے۔ اگر تم اپنے نفسوں کو قربان کرکے پاکستان کی عمارت کو مضبوط بنیادوں پر قائم کر دوگے۔ تو تمہارا نام اس عزت اور اس محبت سے لیا جائیگا۔ جس کی مثال آئندہ آنے والے لوگوں میں نہیں پائی جائیگی۔ پس میں تم سے کہتا ہوں۔ کہ اپنی نئی منزل پر عزم استقلال اور علو حوصلہ سے قدم مارو۔ قدم مارتے چلے جاؤ۔ اور اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے قدم بڑھاتے چلے جاؤ۔ کہ عالی ہمت نوجوانوں کی منزل اول بھی ہوتی ہے۔ منزل دوم بھی ہوتی ہے۔ منزل سوم بھی ہوتی ہے۔ لیکن آخری منزل کوئی نہیں ہوا کرتی۔ ایک منزل کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری وہ اختیار کرتے چلے جاتے ہیں۔ وہ اپنے سفر کو ختم کرنا نہیں جانتے۔ وہ اپنے رخت سفر کو کندھے سے اتارنے میں اپنی ہتک محسوس کرتے ہیں۔ ان کی منزل کا پہلا دور اسی وقت ختم ہوتا ہے۔ جبکہ وہ کامیاب اور کامران ہوکر اپنے پیدا کرنے والے کے سامنے حاضر ہوتے ہیں۔ اور اپنی خدمت کی داد اس سے حاصل کرتے ہیں۔ جو ایک ہی ہستی ہے جو کسی کی خدمت کی صحیح داد دے سکتی ہے۔

پس اے خدائے واحد کے منتخب کردہ نوجوانو! اسلام کے بہادر سپاہیو! ملک کی امیدوں کے مرکزو۔ قوم کے سپوتو! آگے بڑھو کہ تمہارا خدا۔ تمہارا دین۔ تمہارا ملک اور تمہاری قوم محبت اور امید کے مخلوط جذبات سے تمہارے مستقبل کو دیکھ رہے ہیں۔

احباب کی اطلاع کیلئے ضروری اعلان

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فیصلہ فرمایا ہے۔ کہ اس سال سے مدرسہ احمدیہ میں صرف وہ طالب علم داخل کئے جائیں گے۔ جو میٹرک پاس ہوں۔ ایسے طلباء انشاءاللہ چار سال میں پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل پاس کر سکیں گے۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ اپنے میٹرک پاس بچوں کو مدرسہ احمدیہ میں داخل کراکر ممنون فرمائیں۔

(پرنسپل جامعہ احمدیہ)

درخواست ہائے دعا

(۱) میرے ماموں مستری غلام قادر صاحب آف کلاسوالہ ضلع سیالکوٹ میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ (۲) میرے بہنوئی مستری غلام قادر صاحب آف بھنگالہ مالی پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔ دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کی پریشانیوں کو دور فرمائے۔

محمد رفیع واقف زندگی
محمد آباد۔ (سندھ)

بقیہ صفحہ اول :۔

کہ جس میں جلسے کی تمام کارروائی پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ جہاں تقریب کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ اور اختتام پر دعا کی گئی۔ وہاں دوران جلسہ میں اظہار تحسین کے مواقع پر تالیوں کی بجائے الحمدللہ اور سبحان اللہ کے مبارک کلمات سے خوشی کا اظہار کیا گیا۔ اول سے آخر تک تمام مجلس پر وقار و سنجیدگی کچھ اس طرح چھائی رہی۔ کہ گویا حاضرین کسی مقدس فرض کی ادائیگی میں مصروف تھے۔

پروگرام کے مطابق یہ تقریب ساڑھے گیارہ بجے صبح شروع ہوئی تھی۔ چنانچہ وقت مقررہ تک معزز مہمانوں کی آمد کا سلسلہ جاری رہا۔ جب تمام مہمان اپنی اپنی کرسیوں پر تشریف رکھ چکے۔ تو پونے بارہ بجے کے قریب تعلیم الاسلام کالج کی مجلس منتظمہ کے اراکین اور اساتذہ جلوس کی شکل میں ہال میں داخل ہوکر مقررہ نشستوں پر رونق افروز ہوئے۔ دس منٹ بعد سیدنا حضرت اقدس امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تشریف لائے۔ کالج کے پرنسپل صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم۔اے (آکسن) اور دیگر اساتذہ نے آگے بڑھ کر حضور کا استقبال کیا۔ حضور کے مسند آرا ہونے پر اخوند محمد عبدالقادر صاحب نے پرنسپل صاحب سے درخواست کی۔ کہ وہ جلسۂ تقسیم اسناد کا افتتاح فرمائیں۔ چنانچہ پرنسپل صاحب کے رسمی اعلان کے بعد تلاوت قرآن پاک سے جلسۂ تقسیم اسناد کا آغاز ہوا۔ بعدہٗ پرنسپل صاحب نے امیدوار پیش کئے جانے کے متعلق ارشاد فرمایا۔ اس پر بی۔ ایس سی کے تمام امیدوار اپنی کرسیوں سے اٹھ کر مسند کے سامنے سروقد آکھڑے ہوئے۔ اخوند عبدالقادر صاحب نے ان امیدواروں کو پیش کرتے ہوئے پرنسپل صاحب سے درخواست کی۔ کہ وہ انہیں بی۔ ایس۔ سی کی سند عطا فرمائیں۔ چنانچہ پرنسپل صاحب نے پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے مفوضہ اختیارات کی بنا پر امیدواروں کو بی۔ ایس۔ سی کی سند عطا کی۔ نیز انہیں "جامۂ فضیلت" پہننے کی بھی اجازت مرحمت فرمائی۔ طلباء دستاویز کو لینے اور مصافحہ کرنے کے بعد اپنی اپنی نشستوں پر واپس آگئے۔ بعدہٗ اخوند محمد عبدالقادر صاحب نے بی۔اے کے امیدواروں کو پیش کیا۔ جنہیں پرنسپل صاحب نے اسی طریق کے مطابق سندیں عطا کیں۔

تقسیم اسناد سے فارغ ہوکر پرنسپل نے حضرت اقدس کی خدمت میں درخواست کی کہ وہ طلباء اور دیگر حاضرین کو اپنے ارشادات سے نوازیں۔ چنانچہ حضور نے خطبہ صدارت ارشاد فرماتے ہوئے طلباء کو قرآن و حدیث کی روشنی میں ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی (خطبہ صدارت کا متن دوسرے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں) جب حضور خطبہ صدارت ارشاد فرما چکے تو اخوند محمد عبدالقادر صاحب کی درخواست پر پرنسپل نے جلسۂ تقسیم اسناد کے اختتام کا اعلان فرمایا۔

جلسۂ تقسیم اسناد کے ختم ہونے کے بعد جلسہ تقسیم انعامات کی کارروائی شروع ہوئی۔ پہلے کالج کے پرنسپل مرزا ناصر احمد صاحب ایم اے (آکسن) نے کالج کی دوسالہ روئداد پڑھ کر سنائی۔ جس میں کالج کی ترقی۔ طلباء کی تعلیم و تربیت اور ان کے علمی و مجلسی مشاغل پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ بعدہٗ سیدنا حضرت امیرالمومنین نے مختلف مضامین اور کھیلوں وغیرہ میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طلباء میں انعامات تقسیم کئے اور صدارتی ارشادات کے اختتام پر دعا کے بعد جلسہ برخواست ہونے کا اعلان فرمایا۔

جلسہ سے فارغ ہوکر سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے مہمانوں کی ایک کثیر تعداد کی معیت میں دعوت طعام میں شرکت فرمائی۔ ان تقاریب میں شریک ہونے والے معززین مہمانوں میں مشتاق احمد صاحب میئر لاہور کارپوریشن۔ سید جمیل حسن صاحب ڈپٹی کمشنر آباد کاری۔ ایس ایس جعفری ڈپٹی کمشنر لاہور۔ امپرومنٹ ٹرسٹ کے چیئرمین مسٹر ظفرالاحسن۔ مسٹر ترمذی ڈپٹی ڈائریکٹر تعلیمات کے علاوہ پنجاب صوبے کے ماہرین تعلیم اور مدیران جرائد کی شخصیتیں نمایاں تھیں۔

پتہ مطلوب ہے

احمد علی خانصاحب کاٹھ گڑھی موصی ۳۴۳۹ سکنہ حکیم بٹ۔ ڈاکخانہ سانگھڑ تحصیل سانگھڑ ضلع نواب شاہ سندھ کے موجودہ پتہ کا اگر کسی دوست کو علم ہو تو نظارت ہذا کو مطلع فرمائیں۔ اگر وہ خود یہ اعلان پڑھیں تو بھی اپنا موجودہ پتہ تحریر کریں۔

(۲) چوہدری محمد شریف صاحب موصی وصیت نمبر ۹۲۳۵ ولد چوہدری محمد یار صاحب ساکن گکھڑیاں ضلع سیالکوٹ کے موجودہ ایڈریس کا اگر کسی صاحب کو علم ہو تو نظارت ہذا کو مطلع فرمائیں۔ اگر چوہدری صاحب مذکور خود پڑھیں تو بھی جلد از جلد اپنا ایڈریس تحریر کریں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ